السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

متعہ کا حکم مثل خنزیر ہے یا مثل زنا کے اور وقت اضطرار جائز ہے یا نہیں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

نکاح متعہ جائز نہیں ہے یعنی ہر حال میں حرام ہے یہ نکاح قیامت تک حرام ہے۔

وَالَّذينَ هُم لِفُروجِهِم حـٰفِظونَ ٥ إِلّا عَلىٰ أَزو‌ٰجِهِم أَو ما مَلَكَت أَيمـٰنُهُم فَإِنَّهُم غَيرُ مَلومينَ ٦ فَمَنِ ابتَغىٰ وَراءَ ذ‌ٰلِكَ فَأُولـٰئِكَ هُمُ العادونَ ٧ ... سورة المؤمنون

(اور وہی جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اپنی بیویوں یا ان (عورتوں) پر جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ بنے ہیں تو بلاشبہ وہ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں پھر جو اس کے سوا تلاش کرے تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں)

عن سبرة الجهني أن أباه حدثه أنه كان مع رسول الله صلى الله عليه وسل فقال يا أيها الناس إني قد كنت أذنت لكم في الاستمتاع من النساء وإن الله قد حرم ذلك إلى يوم القيامة[1] الحديث (رواہ احمد و مسلم المنتقی مع النیل 6/43)

(سبرہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو!میں نے تم کو عورتوں سے (نکاح) متعہ کرنے کی اجازت دے رکھی تھی اور (اب سن لو!) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قیامت تک حرام دیا ہے) کتبہ: محمد عبداللہ۔

اس کے متعلق واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی اجازت حالت اضطرار میں فرمائی تھی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ فرمائی تو اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ جواز حالت اضطرار پر نسخ وارد ہوا۔ اب حالت اضطرار وغیرہ میں یکساں ناجائز و حرام ہے جس طرح زنا و استمناء بالید ہر حال میں حرام ہے خنزیر و مردار پر اس کا قیاس نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کہ گو تنگی میں جو اضطرار ہوتا ہے اس میں ہلاک نفس اور جان کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے سد رمق کے لیے تھوڑی مقدار میں اکل حرام جائز کیا گیا بخلاف شہوت انسانیہ کے کہ اس کی زیادتی میں جان کا اندیشہ نہیں ہے البتہ زنا کا اندیشہ ہے چنانچہ حسب فرمان شارع علیہ السلام اس کا علاج اس شخص کے لیے جسے نکاح کا مقدور نہ ہو۔ روزہ ہے اور بہت سی دوائیں بھی اس قوت کی گھٹانے والے ہیں بعض لوگ جو یہ عذر کے پیش کرتے ہیں کہ صحیح مسلم میں چونکہ لفظ کا تحزیر متعہ کے بارے میں وارد ہے اس لیے ہم بھی اسی موافق یہ لفظ بولتے ہیں۔

سو واضح ہو کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ اور لوگوں کا قول ہے یہاں پر صحیح مسلم کی عبارت نقل کی جاتی ہے تاکہ ناظرین کو خود اس کی کیفیت معلوم ہو جائے۔

فقال له ابن أبي عمرة: إنها كانت رخصة في أول الإسلام لمن اضطر إليها، كالميتة والدم ولحم الخنزير، ثم أحكم الله الدين فنهى عنها"[2]

یعنی متعہ کرنا جب اضطرار کی حالت ہو تو اس کے لیے ابتدائے اسلام میں جائز تھا جیسا کہ مردہ اور گوشت خنزیر کا حالت اضطرار میں جائز ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی باتوں کو محکم اور دوامی قرار دیا اور متعہ سے منع فرمایا:

ایک عذر نا معقول یہ کیا جاتا ہے کہ محدثین نے "باب النکاح المتعة" منعقد کیا اور کتب حدیث میں اس کو لفظ نکاح سے تعبیر کیا گیا اور جب اس کو نکاح کہا گیا تو اب ہم اس کو مثل زنا کے نہیں کہہ سکتے۔ یہ بھی سخت غلط فہمی ہے اس کو نکاح اس لیے کہا گیا کہ اس میں ظاہراً صورت عقد کی پائی جاتی ہے اس لیے اس کو ترویج و نکاح کہا گیا۔ ابوداؤد و نسائی وغیرہ میں ابو بردة سے مروی ہے۔

عن خاله أبي بردة، أنه بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى رجل، تزوج امراة أبيه من بعده أن يقتله ويأخذ ماله[3]

یعنی ابو بردہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی طرف بھیجا جس نے اپنے باپ کی عورت سے نکاح کر لیا تھا اور حکم فرمایا کہ اس شخص کو قتل کر ڈالو۔ اور اس کا مال لے لو۔

یہاں پر باپ کی منکوحہ سے عقد کرنے کو "تزوج" یعنی نکاح کہا گیا حالاں کہ یہ فعل زنا سے بھی بڑھ کر ہے کیوں کہ زنا کی سزا کوڑے مارنا یا سنگسار مقرر کی گئی۔ فعل مذکور کی طرح قتل کر ڈالنا اور مال لے لینا نہیں قائم کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلا تَنكِحوا ما نَكَحَ ءاباؤُكُم ... ٢٢ ... سورة النساء

اوراپنی عورتوں سے نکاح مت کروجن سے تمہارے باپ نکاح کرچکے ہوں) یہاں بھی فعل مذکورپرلفظ نکاح بولاگیایہی مسلک تاج المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ امام ابن حزم صاحب محلیٰ وغیرہم رحمۃ اللہ علیہ کاہے اگر تفصیل کی ضرورت ہوئی تو آئندہ ان شاء اللہ مفصل طورپرلکھاجائے گا۔ کتبہ : محمد عبدالجبار عمرپوری ۔

---

[1]۔ صحیح مسلم رقم الحدیث(1406)

[2]۔ [2]صحیح مسلم رقم الحدیث(1406)

[3]۔ سنن ابی داؤدرقم الحدیث(4457)سنن النسائی رقم الحدیث(2632)سنن ابن ماجہ رقم الحدیث(3608)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ:397

محدث فتویٰ